قانونِ توہینِ رسالت پر بحث

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے ۱۵رمئی کو اسلام آباد میں انسانی حقوق کمیشن کے ایک سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت اور حدود آرڈی نینس کا ازسرنو جائزہ لینا چاہیے اور اس پر بحث ہونی چاہیے۔ صدر نے اپنے اس موقف کو ۲۴رمئی کو اسلام آباد میں منعقدہ طلبہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مکرّر دہرایا اور اس بات پر زور دیا کہ ان قوانین پر بحث ہونی چاہیے اور ان کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

جنرل پرویز مشرف جب سے اقتدار پر قابض ہوئے ہیں' اسلامی قوانین کے حوالے سے مغرب سے مستعار اپنے اس موقف کا مسلسل اظہار کررہے ہیں۔ اُن کی حکومتی پالیسیاں ہمیشہ مغربی ایجنڈے کی عکاس رہی ہیں اور درج ذیل ایجنڈہ ہمیشہ اُن کے پیشِ نظر رہا ہے:

۱) فریضۂ جہاد کا خاتمہ

۲) دینی مدارس کے نصاب و نظامِ تعلیم میں تبدیلی اور انہیں سرکاری پالیسیوں کا پابند کرنا

۳) قانونِ توہینِ رسالت، قانونِ امتناع قادیانیت، حدود آرڈی نینس اور دیگر اسلامی قوانین کا خاتمہ یا کم از کم انہیں غیر موثر کرنا

۴) روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی آڑ میں لادینیت، مذہب بیزاری، علماء اور دینی اداروں سے نفور کو فروغ دینا

۵) تہذیب وثقافت کے نام پر' بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنا، ہمارے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرکے مغربی ثقافت کے حامل خاندانی نظام و اقدار کو رائج کرنا

۶) خواتین کے حقوق کے تحفظ کے عنوان پر بے پردگی اور مادر پدر آزادی کو رواج دینا

۷) اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا نعرہ بلند کرکے غیر مسلموں کو اسلام اور حضور خاتم النبیین ﷺ پر تنقید اور آپ کی توہین کی آزادی دینا

۸) پاکستان کی نظریاتی اساس اور تشخص ختم کرکے اسے سیکولر ریاست میں تبدیل کرنا

۹) تعلیم و ترقی کے نام پر' اسلامی عقائد، منصب ختم نبوت اور مقام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسخ کرنا، احکام قرآن کی من مانی تشریحات کرکے قوم کو دین سے برگشتہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

آئین کی رو سے پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور صدر پرویز اپنے اقدامات کے ذریعے ملک کو سیکولر

بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں قانونِ توہینِ رسالت اور دیگر اسلامی قوانین کا خاتمہ دراصل امریکہ اور مغربی ممالک کا دیرینہ مطالبہ اور ایجنڈہ ہے۔ صدر پرویز ایسی باتیں کر کے قوم کی ترجمانی نہیں بلکہ مغرب کی نمک حلالی کر رہے ہیں۔

قانونِ توہینِ رسالت اور حدود آرڈی نینس پاکستان کے آئینی اداروں، اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت، وفاقی شریعت اپیل بینچ اور سپریم کورٹ آف پاکستان سے تمام آئینی مراحل سے گزر کر قومی اسمبلی میں منظور ہوئے اور آئین کا حصہ بنے۔ اسی طرح دیگر تمام اسلامی قوانین بھی قومی اسمبلی سے منظور ہو کر آئین کا حصہ بنے۔ صدر پرویز امریکہ دوستی میں اتنا آگے نہ جائیں کہ واپسی کا راستہ بھی گم کر بیٹھیں۔ اسلام کے عطا کردہ قوانین کے نفاذ کو موثر بنانے کے لیے تو مشاورت ہوسکتی ہے اور طریق کار پر بحث ہوسکتی ہے مگر انہیں ختم کرنے یا غیر موثر کرنے کا حق کسی کو نہیں دیا جاسکتا۔ یہ حق تو اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو بھی نہیں دیا۔ توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کے حوالے کرنا دانشمندی ہے یا عوام کے حوالے کرنا؟ ایسے اقدامات سے ملک میں خانہ جنگی تو ہوسکتی ہے' امن قائم نہ ہوگا۔ آئین پاکستان میں جتنے بھی اسلامی قوانین شامل ہیں' ان کی بنیادوں میں شہداء کا خون، علماء اور دینی قوتوں کی انتھک محنت اور خلوص اور جذبۂ حب الوطنی شامل ہے۔ ان قوانین کو بحث وتمحیص کی سان پر چڑھانا اور علماء کو تضحیک کا نشانہ بنانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

ہماری رائے میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر صدر جو کچھ کہہ رہے ہیں اور جو اقدامات کرنا چاہتے ہیں' وہ ہرگز اسلام نہیں اور نہ ہی صدر پرویز اسلام میں اتھارٹی ہیں۔ اگر آج امریکہ ومغرب کے مطالبے پر قانون توہین رسالت اور حدود آرڈی نینس پر نظر ثانی کر کے انہیں غیر موثر بنایا جاتا ہے تو پھر مستقبل میں پورے اسلامی نظام پر نظر ثانی کرنا پڑے گی اور یہ زہر پینے کے لیے ہم ہرگز تیار نہیں۔ ہمیں اپنے تمام مسائل کا حل اسلام ہی میں تلاش کرنا ہے اور پاکستان کا آئین ہم سے یہی تقاضا کرتا ہے۔ رہی بات قوانین کے غلط استعمال کی تو اس کی ذمہ داری انتظامیہ اور عدلیہ پر ہے۔ اگر انتظامیہ اور عدلیہ آزاد ہو تو قانون کا غلط استعمال رک سکتا ہے۔ کیا پاکستان میں یہی دو قوانین ہیں' جن کا غلط استعمال ہو رہا ہے؟ یہاں تو ایک غاصب طبقہ نے پورے آئین اور آئینی اداروں کو یرغمال بنا کر ان کا بھرپور غلط استعمال کیا ہے۔ انہیں کوئی روکتا ہے نہ ٹوکتا ہے لیکن سارا غصہ اسلامی قوانین پر نکالا جا رہا ہے۔

صدر پرویز آگ سے کھیل رہے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ مسلمان کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہوں مگر حضور ختمی مرتبت ﷺ سے ان کی محبت لافانی ہے اور وہ کسی بدمعاش کو توہین رسالت کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں۔ صدر پرویز قانون توہینِ رسالت پر نظر ثانی کرنے کی بجائے اپنے رویے، اپنی گفتگو اور اپنے عقیدے پر نظر ثانی کی کوشش کریں۔ توہین رسالت جیسے حساس مسئلے پر غیر ذمہ دارانہ گفتگو بند کریں اور آئین کی پاسداری کریں۔ ورنہ یاد رکھیں اگر انہوں نے توہین رسالت قانون پر نظر ثانی کی کوشش کی تو اللہ واحد القہار اپنے محبوب کریم ﷺ کے ناموس کی خود حفاظت کرے گا اور آپ اللہ کے قہر وغضب سے بچ نہیں سکیں گے۔